لیفٹیننٹ کرنل ریٹائرڈ محمد اعظم

نئے حکمرانوں سے عوامی توقعات اور مستقبل کا لائحہ عمل

ع مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن (حافظ)

نواز شریف حکومت کی برطرفی کے اگلے دو تین روز تک اکثر کالم نویسوں نے دوسری جنگ عظیم میں برما کے محاذ پر ایک فوجی یونٹ کے مختلف عہدہ داروں کو لات مارنے کے بعد بم کو لات مارنے والے خچر کی قبر پر نصب اس کتبے کا ذکر اس تواتر سے کیا کہ مجھے خود یقین ہونے لگا کہ وہ خچر ستاون برس بعد کہانی اور استعارے کی دنیا سے نکل کر انسانی روپ میں وہ کام کر گیا جو اس جانور نے اپنی حیوانی جبلت کے تحت کیا تھا۔ بعض کالم نویسوں نے حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے خچر کو گھوڑا لکھا۔ مگر وہ بھول گئے کہ گھوڑا بے حد ذہین اور وفادار جانور ہے۔ ایسے کام گھوڑے نہیں کرتے۔

12 اکتوبر 1999ء کو بھاری مینڈیٹ کی دعویدار جمہوری حکومت نے ایک ایسی حرکت کی جسکی مثال کسی جمہوری ملک کی تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ دھوکا، فریب، جھوٹ، اور مکر سے کام لے کر ملکی افواج کے سربراہ کو ناجائز اور غیر آئینی طریقے سے راستے سے ہٹانے کا جو کھیل کھیلا گیا اس کا منطقی انجام یہی ہونا تھا جو ہوا۔ پاک فوج ملک کا وہ واحد ادارہ ہے جو پاکستان کی یکجہتی، ملکی سالمیت اور بقاء کا ضامن سمجھا جاتا ہے۔ پچھلے باون برس میں پاکستان نے دنیا کی قوموں میں جو مقام حاصل کیا اس میں اس ملک کی مسلح افواج کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ایسے ادارے کو تباہ کرنا اس ملک سے محبت نہیں بلکہ اتنی بڑی دشمنی ہے کہ جسکا کوئی مماثل نہیں۔ پاکستان کی معصوم اکثریت اپنی مسلح افواج سے بے پناہ محبت کرتی ہے۔ پاکستانی شہریوں نے بھی جب ملک کو مشکل حالات میں الجھا ہوا دیکھا تو ان کی نگاہیں ہمیشہ اپنی افواج کی طرف اٹھیں، وہ مشکل چاہے سیلابوں کی صورت حال تھی، زلزلوں کی تباہ کاریاں تھیں، سڑکوں کی تعمیر تھی، بوٹی مافیا کی بیخ کنی تھی، امتحانات کا انعقاد تھا ملک کے الیکشن تھے۔ دو عشروں کے بعد ملک کی مردم شماری تھی یا واپڈا کے بلوں کی ریکوری اور تنظیم نو، چونکہ اس ملک کی بدعنوان انتظامیہ ان خرابیوں کو درست سمت دینے کی اہل نہیں تھی اسلئے ایک عام پاکستانی کا تاثر ہمیشہ یہ رہا ہے کہ فوج کو لایا جائے تا کہ وہ حالات کی بہتری کا کوئی راستہ نکالے، پاکستانیوں کی محبت کے جو مناظر 65ء 71ء کی جنگ اور کارگل کی لڑائی میں دیکھنے میں آئے اسکا بیان

الفاظ میں ممکن نہیں۔پاکستانی فوج لسانی گروہی، علاقائی، سیاسی اور فرقہ پرستی کی آلائشوں سے پاک ایک ایسا ادارہ ہے جو اسلام کا سچا شیدائی اور پاکستان سے والہانہ محبت رکھتا ہے۔ اور یہی باتیں اسے اپنے ملک کے شہریوں کی نظر میں ممتاز مقام عطا کرتی ہیں۔ ایسے میں اس ادارے میں تفرقہ پیدا کرنا۔ اس میں اختلاف کا بیج بونا اور اسکے ڈسپلن کو تباہ کرنا ملک دشمنی کا وہ ناقابل معافی جرم ہے جس کیلئے دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی سزا زیادہ نہیں۔

پچھلے چند سالوں سے ملک عادی لٹیروں کے ہتھے چڑھا ہوا تھا۔ جسمیں سیاست دان، کارخانہ دار، تاجر، جاگیردار، پیر، وڈیرے، اور بیوروکریسی کے اہلکار سب برابر کے شریک تھے۔ اور اسے بے دردی سے لوٹ رہے تھے۔ اور ملک کی بے زبان اکثریت لٹ رہی تھی۔ گھٹن کا وہ عالم تھا کہ لوگ سرعام خود سوزیوں پر اتر آئے تھے۔ ملک معاشی طور پر دیوالیہ ہو رہا تھا۔ ملکی قرضوں کے نادہندگان کی رقم 211 ارب روپے سے تجاوز کر چکی تھی۔ اندازاً 60 ارب ڈالر کے مساوی ناجائز ذرائع سے کمایا ہوا پیسہ ملک سے باہر غیر ملکی بینکوں کو بھیجا جا چکا تھا۔ ایک محتاط اندازے کیمطابق تقریباً ایک ارب روپیہ سالانہ، سیاست دان اور بیوروکریسی کمیشن اور کرپشن کے ذریعے ڈکار جاتی تھی۔ مایوسی کے عالم میں عام شہری کو ملک کی مالی، سیاسی اور اقتصادی بدانتظامی کی تاریک سرنگ کے دوسرے سرے پر روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔ اور اپنی تمام تر جائیت کے باوجود باشعور شہری کو نظریوں آرہا تھا کہ ملک اقتصادی تباہی کے طفیل جلد یا بدیر آزادی کی اس نعمت سے محروم ہو جائے گا۔ جو رب جلیل نے اسے ایک تحفے کے طور پر عطا کی تھی۔ اور جسکی حفاظت کرنے میں اس ملک کی ہر لیول کی قیادت ناکام ہو گئی تھی۔ مگر قدرت قوموں کو سزا دینے سے پہلے ایک موقع اور دیتی ہے اور یہ آخری موقع ہمیں شاید عطا کر دیا گیا ہے۔ اگر ہم اس بار اس موقع کا فائدہ نہ اٹھا سکے اور سرخرو ہو کر اس سے نہ نکلے تو جان لیں کہ بحیثیت قوم ہم مٹا دئے جائیں گے۔ باری تعالیٰ نے اس کی تنبیہ کتاب مقدس میں متعدد مقامات پر کی ہے۔

یہ ملک قدرت کی نعمتوں سے مالا مال ہے۔ قادر مطلق نے ہمیں سارے موسموں اور ہر طرح کی زمینی کیفیتوں سے نواز رکھا ہے۔ ہماری افرادی قوت کا شمار دنیا کے ذہین ترین لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہمارے سائنسدان، ڈاکٹرز، انجینئرز اور کمپیوٹر سائنسز کے ماہرین امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک میں ایک محترم مقام رکھتے ہیں۔ مگر بد عنوان حکومتوں کے ہاتھوں انکے اپنے ملک میں

انکے لئے کوئی جگہ نہ تھی، کیونکہ وہ کسی حاکم کے بھانجے، بھتیجے نہیں تھے۔ پاکستان بظاہر معاشی طور پر تباہ حال ملک ہونے کے باوجود دنیا کی ساتویں ایٹمی قوت ہے اور یہ بات دنیا کو حیرت زدہ کردیتی ہے۔ 12 اکتوبر کی شام کو ملک میں حکومت کی تبدیلی کی خبر سن کر پورے ملک میں جو خوشیاں منائی گئیں ان کا کوئی حد و حساب نہیں۔ سرحد میں لوگوں نے رات بھر خوشی میں فائرنگ کی۔ پنجاب میں مٹھائیاں بانٹی گئیں۔ اور سڑکوں پر بھنگڑے ڈالے گئے۔ کراچی شہر یا سندھ اور بلوچستان کے لوگوں نے نہ صرف خوشیاں منائیں بلکہ پورے ملک کیساتھ رات بھر جاگتے رہے۔ وکلاء اس ملک کا دانشور طبقہ ہیں جنہوں نے بحیثیت مجموعی اس تبدیلی کو خوش آئند قرار دیا۔ یہاں تک کہ سابقہ حکومت کے چہیتے اخبار نویس بھی اتنی اخلاقی جرأت کا مظاہرہ نہ کر سکے کہ جانے والی حکومت کے حق میں دو لفظ ہی لکھ دیتے۔ نواز حکومت کی برطرفی کے اعلان کیساتھ خواتین خانہ کا شکرانے کے نوافل ادا کرنا ظاہر کرتا ہے کہ بیزاری کس انتہا تک پہنچ چکی تھی۔

تبدیلی کیساتھ اطمینان کا سانس لینے والا ہر پاکستانی اپنے دل میں توقعات کی ایک دنیا بسائے بیٹھا ہے۔ ایک عام شہری کو آئین کی شقوں اور ان کی تادیلوں میں کوئی دلچسپی نہیں۔ اسے کوئی غرض نہیں کہ حکومت یہاں برطانیہ کی طرح پارلیمانی ہو یا امریکہ کی طرز پر صدارتی۔ اسے سستا اور اس کی رسائی کی حدوں کے اندر انصاف چاہیے، اسے روزگار چاہیے، اسے تحفظ چاہیے، اسے برابر کی سطح پر صحت اور تعلیم کے مواقع چاہئیں، اسے میرٹ کا احترام چاہیے۔ یہ ساری باتیں نئے حکمرانوں کیلئے بہت بڑا چیلنج ہیں۔ پاکستان شہری انتخابات کیلئے کسی جلدی میں نہیں۔ ان کی صرف ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ سب سے پہلے ملک کی لوٹی ہوئی دولت برآمد کی جائے۔ اور چوروں لٹیروں کو ایسی سزائیں دی جائیں کہ آنے والی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں لوگ انصاف کرنے کی صرف باتیں نہیں سننا چاہتے انصاف ہوتے ہوئے بھی دیکھنا چاہتے ہیں۔ بجا کہ حکمرانوں کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں اور دہائیوں کی گندگی کے ڈھیر چٹکیوں میں صاف نہیں ہو سکتے۔ مگر زخم خوردہ پاکستانی کی سائیکی نے اسے بیتاب کر رکھا ہے۔ وہ ہر روز بے رحم احتساب کی جانب ایک قدم اٹھتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے۔ تاخیر اسکے اعصاب پر نفسیاتی دباؤ کی صورت اختیار کرتی جا رہی ہے۔ وہ گوش بر آواز ہے وہ ہر روز کچھ نہ کچھ سننا چاہتا ہے۔ اسے کسی جمہوری حکومت کی بحالی کی کوئی جلدی

نہیں اسے ڈر ہے کہ کچھوے کی چال چلتے ہوئے حکومتی فیصلے اسکی بے تابی کو مایوسی کے اندھیروں کی طرف نہ دھکیل دیں کیونکہ ہر بار اسکے ساتھ دھوکہ کیا گیا ہے۔ اسلئے اشتباہ اسکا نفسیاتی مسئلہ بن چکا ہے۔ جسکو کوئی خود غرض طبقہ کسی وقت ایکسپلائٹ کر سکتا ہے۔ اور اگر ایسا ہوا تو یہ اس ملک کی بہت بڑی بد قسمتی ہو گی۔ اسوقت لوہا گرم ہے اسے کسی طرف بھی آسانی سے موڑا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر یہ ٹھنڈا ہو گیا تو پھر یہ اپنے جلو میں کئی مسائل ساتھ لے آئیگا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ آئین اور جمہوریت لوگوں کو عدل و انصاف مہیا کرنے کے ذرائع **(Means)** ہیں۔ مقصد **(End)** نہیں۔ یہ ذرائع کوئی آسمانی صحیفے نہیں کہ انکو تبدیل نہ کیا جاسکتا ہو۔ اس ضمن مین قرآن پاک نے شورائیت کا اشارہ دے کر فیصلہ متاثرین کی صوابدید پر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ خود سوچ بوجھ، احتیاط اور دور اندیشی سے کام لیکر اپنے لئے منصفانہ نظام حکومت مقرر کریں۔ مغربی جمہوریت ہماری روایات، ہماری معاشی مشکلات، ہمارے کلچر، ہماری تعلیم میں کمی کی وجہ سے ہمارے لئے وہ کشش اور لوگوں پر قابو پانے کی وہ اہلیت نہیں رکھتی جو مغربی اقوام کو اس نظام حکومت میں نظر آتی ہے۔

نئی حکومت احتساب اور معاشی خرابیوں کی بیخ کنی کے بعد جب چاہے انتخاب کروائے۔ جس قسم کا جمہوری نظام لانا چاہتی ہے۔ لوگوں کی رائے معلوم کر کے لائے۔ مگر اس سے پہلے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مبنی بر انصاف احتساب کرنے والے ایسے لازوال ادارے قائم کر کے جواب دہی **(accountability)** کا وہ کلچر رائج کر جائے جس نے مغربی ممالک کی اقدار کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ بقول چوہدری سرور برطانوی ممبر پارلیمنٹ مغرب میں کوئی فرشتے نہیں بستے ان میں بھی ہماری طرح کمزوریاں ہیں۔ مگر انکی گردن کے گرد احتسابی قوانین کا ایک ایسا آہنی کالر فٹ کر دیا گیا ہے کہ وہ صرف گردن تو گھما سکتے ہیں لیکن اس کالر سے گردن چھڑا کر بھاگ نہیں سکتے۔ بس ہمیں صرف یہ کالر چاہیے۔ اس ملک کے چودہ کروڑ (سوائے چند ہزار کے) عوام کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اگر موجودہ حکومت یہ کام کر گئی تو نہ صرف تاریخ اسے یاد رکھے گی بلکہ یہ اس ملک اور ہماری آنے والی نسلوں پر ایک بہت بڑا احسان ہو گا۔ پاکستانی عوام آپ کی پشت پر ہیں۔ انکا مطالبہ اس وقت صرف بے رحم احتساب ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆